

السرور  
رضي عنهم

صلوات

مکتبہ

حضرت مجید رافعی

کے آئینے میں

میرزا نجفی  
مجتبی شریعت الدین

# صَحَابَةُ الْكَافِرِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

مکتوباتِ حضرتِ مجدد الفشانی

کے آئینے میں

ترتیب: پیرا علامہ اقبال محمد فاروقی

پڑکتابہ نامہ  
جیاں درود جمال کوہ

مکتبہ شیوه نگاشت و دو لامہ

نام کتاب

صحابہ کرام مکتوبات مجددی روشنی میں

مرتب

مقام صحابہ

۱۹۹۱ء

سال طباعت

مکتبہ نبویہ سُنّۃ بخش روڈ لاہور

صفحات

۳۸

تالع

7/50 روپے

قیمت

مجددی حضرات مفت تقیم کرنے کے لیے نصف قیمت ادا کریں۔

نوت :-

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر کام کرنے والے یا کتابیں چھپواں  
والے، مکتبہ نبویہ سُنّۃ بخش روڈ لاہور سے ہر قسم کا مشورہ طلب کر سکتے ہیں۔

## دیباچہ

بیرونیہ اقبال احمد فاروقی

یہ ایک مختصر سی کتاب ہے جسے حضرت مجید الف ثانی کے مکتوبات کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت مجید کا زمانہ اعتقادی فتنوں کا دور تھا۔ اکبری دربار میں دین الٰہی اور زر پرست علماء کا غلبہ تھا۔ اکبر اپنی جہالت کی وجہ سے اسلامی نظریات و عقائد کی تھانیت پر قائم رہنے کی صلاحیت سے محروم تھا۔ اسکے درباری علماء نے اسے دین کے نام سے ہی اسلام سے برگشته کیا اور اس جاہل بادشاہ کے باطل خیالات کو، ہی دین کا نام دینے لگے۔ اور اس طرح اس نے ”دین الٰہی“ ایجاد کر کے دین اسلام کے خلاف ایک محاذ قائم کر دیا گیا۔ یہ صورت حال عام لوگوں نے تو بادل خواستہ کر لی۔ مگر علمائے حق نے اسے قبل کرنے سے انکار کر دیا۔ ان علمائے حق میں حضرت مجید الف ثانی نہ صرف ”دین الٰہی“ کو نام منظور کرنے والوں میں سے تھے، بلکہ اسکے خلاف احتجاجی تحریک کے قائد بنئے یہ فتنہ اسلام کے خلاف بڑا پیر اثر فتنہ تھا جبکہ حضرت مجید نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ نے اعیانِ مملکت میں سے بعض کو اپنا ہمنوا بنایا اور بعض امراء کو اسلامی عظمت کو ملک میں دیوارہ لئے کی جدد و جدد میں شرکیں کر لیا۔

جہانگیری دور میں اگرچہ دین الٰہی کی خرافات محدود ہو گئیں مگر جہانگیر شہنشاہ کی با اختیار اور با اقتدار بیکم نور جہاں نے شیعیت کو فروع دینے کیلئے سارے ملک میں ادارے قائم کر دیے میں دربار فیضی اور ابو الفضل کے مسموم اثرات سے انسی بد اعتقادیوں میں مشورہ تھا۔ اب ملکہ نور جہاں نے ایران سے غالی شیعہ مجتهدین کی ایک فوج درآمد کر کے

انہیں اعزاز و کرام سے نوازنا شروع کر دیا۔ یہ عالی شیعہ حکومت کے سایہ میں سارے ملک میں دھولن جاتے اور اپنی مجالس میں صحابہ کرام کو سب و شتم کرتے۔ الحادوبے دینی کے جس فتنہ کو مجدد الف ثانی کی کوششوں نے دم توڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ اب نقش کی شکل میں ملک میں پھیلنے لگا۔ یہ فتنہ اپنے زہریلے اثرات سے لوگوں کے ایمان و اعتقاد کو ڈالنے لگا۔ یہ کس قدر ستم طریقی تھی کہ ایک مسلم معاشرہ میں صاحبہ کرام کو برمیام گالیاں دی جاتیں۔ ازدواج مطہرات پر طعن و تشبیح ہوتا اور عملی اہانت کو قید و بند میں ڈالا جاتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس مرہ الامی نے ان حالات کا سختی سے نوٹس لیا اور ان عالی شیعوں کے مفہود ان نظریات کا رد کرنا ضروری سمجھا۔ مشہد کے عالی شیعوں نے تو ازدواج مطہرات کا نام لے لے کر دشنام طرازی شروع کر دی تھی۔ آپ نے وہاں کے نیتوں کے استفسارات کے جواب میں "رُؤْرُ وَافْضُ" لکھ کر راضیوں کا جعل پڑھ جواب دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے جمانگیر کے زمانہ فتنہ رفض کے اثرات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنے مکتبات میں جا بجا صحابہ کرام کی عظمت ازدواج مطہرات کی عفت اور حضور کے غلاموں کے باہمی جذبہ محبت کے احوال کو بیان کر کے ایک تاریخی کردار ادا کیا۔ آپ کے مکتبہ بات سے جمانگیری دور کے امراء اور رؤسائے نے عظمت صحابہ کی روح کو محسوس کرتے ہوئے۔ شیعوں کی بالادستوں پر کٹہ بی نگاہ رکھی اور یہ فتنہ ایک حد تک دب گیا۔

آج پاکستان کی اکثریت عقائد اہلسنت پر کاربند ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے نظریات کی قابل ہے اور یہ بات بلا خوف تردید کسی جاسکتی ہے کہ اس ملک کی واضح اکثریت فقہ حنفی کی روشنی میں ہی اپنے دینی معاملات کو حل کرتی ہے۔ بیان یہم بعض شیعہ حضرات صحابہ کرام کو سب و شتم کرنے ازدواج البنی کو بُرًا بھلاکنا خصوصاً (حضرت ابو بکر اور عمر فاروق) سے بغرض رکھنا پھر حضرت طلحہ بن عبید حضرت معادیہ رضی اللہ عنہم

کو دشام طرازی کر کے اپنے روایتی جث باطنی کا ثبوت دینا ایک محول بن گیا ہے۔ ان کی دیکھا دیکھی بعض نام نہاد سنی بھی حضرت معاویہ اور حضرت عالیہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں سُست گفتگو کرتے ہیں۔ تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس سلسلہ میں صرف جاہل سنی ہی نہیں بلکہ بعض برخود غلط قسم کے علماء و مشارع بھی شرمند نظر آتے ہیں۔ ان خیالات کی پیٹ میں آنے والے وہ کم تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو صحابہ کرام کی خدمات اور ان کے مقامات کی اہمیت سے ناداقف ہیں ایسے ہزاروں افراد پاکستان کے دُور دراز دیہات میں ان شعیہ ذاکرین اور مجتہدین کی باتوں سے متاثر ہو کر اپنے عقائد سے چھلتے ہوئے ہیں اس فتنہ کے اثرات اگرچہ بعض علمائے اہلسنت نے دُور کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم وقت کی اہم ضرورت ہے کہ صحابہ کرام۔ اہلبیت اور اہمۃ المؤمنین کے فضائل کو لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ اس کی محبت اور عقیدت کے رشتہ ٹوٹنے نہ پائیں۔

بعض علی اجابت نے ان حالات کے پیش نظر قلم آٹھانے کا مشورہ دیا انہیں ان لوگوں پر دلی رنج ہے جو شیعوں کے ان خیالات پر ہاں سے ہاں ملاتے رہنا تو موس کیا کہ آج برصغیر میں پھر ایک مجدد الف ثانی کی ضرورت ہے۔ مجدد الف ثانی کے عزم کی ضرورت ہے۔ مجدد الف ثانی کے مکتوبات کی ضرورت ہے۔ مجدد الف ثانی کے اذار کی ضرورت ہے۔ میرے سامنے حضرت کے مکتوبات کا ایک امنڈتا ہوا سمندر ہے میں نے اس بحرِ خازن سے وہ موتی چنے جو صحابہ کرام ازدواج مطہرات اور اہلبیت کی شان میں جگلگار ہے بختے۔ پھر ان کا آسان ترجمہ کر کے اقتباسات جمع کیئے۔ مجھے قومی امید ہے یہ مختصر سا کام صحابہ کرام سے عقیدت و محبت رکھنے والوں کے ایمان کو تازہ کرے گا۔ خصوصاً وہ حضرات جو ناقص العقیدہ لوگوں کی دیکھا دیکھی صحابہ کی شان میں سُست گفتگو کرتے ہیں۔ راہ راست پر آ جائیں گے۔ میں ان حضرات کا دلی طور پر ممنون ہوں جنہوں نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا۔

(پیرزادہ) اقبال احمد فاروقی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولًا

أَرْجِعْ

بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الَّذِينَ كُلُّهُمْ وَكَفِي بِاللَّهِ شَهِيدًا  
هُنَّمُّ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشَدُ آثَارَهُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءٌ بَيْنَهُمْ  
تَرَاهُمْ رُكَعًا سُجَّدًا إِذَا تَعْنُونَ فَضُلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا يَسِّمَاهُمْ  
فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَئْرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ  
فِي الْإِنجِيلِ كَرَزَ عَلَى أَخْرَاجِ شَطَاةٍ فَازْرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى  
عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَاءَ لِيُغَيِّضَ بِهِمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ  
أَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو  
 کمال اوصاف و کمالات سے لوازماً ہے۔ حضور سید المرسلین سے ایمان والیان  
 کی دولت حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اسلام کی سر بلندی کے لیے اپنی  
 کو اس اندازہ میں پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں جا بجا منہاہت احسن الفاظ  
 میں یاد فرمایا ہے۔ وہ حضور نبی کریم کے فیض صحبت اور کمال تربیت کی ہدلت  
 کفار کے سامنے نیسہ پلا فی ہونی دیوار بن گئے اور اپنے حلقة احباب میں  
 شیر و شکر ہو کرہ ترندہ رہے۔ ان کی ہستیاں نور ایمان سے جگگاتی تھیں۔  
 وہ راتوں کے اندر حیروں میں بارگاہ خداوندی میں سر بسجود رہتے اور دن کے  
 اجالوں میں اللہ کے فضل کے طلبگار رہ کر خدمتِ خلق میں مصروف رہتے  
 تھے۔ ان کے بیک کاموں کا تذکرہ تورٹ، انجلی میں شاندار حروف میں درج  
 ہے۔ وہ رکوع و سجود میں ہمیشہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا کے طلبگار  
 تھے۔ اور ان کے ان کارناموں پر اللہ تعالیٰ نے انہی مغفرت اور اجر عظیم  
 کو یقینی بنادیا تھا۔ انہوں نے اپنی ذاتی خواہشات کو اللہ کی رضا پر قربان  
 کر دیا ہے اور اللہ ان پر راضی ہو گی تھا یہی صحابہ کرام تھے جنہوں نے  
 اپنی جانوں کو محبوب کر رہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کرہ  
 دیا تھا اور وہ پیغام رسول کو لے کر دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچے۔ انہی  
 ایمانی قوت کے اثرات تھے کہ اسلام کے جھنڈے جزیرہ عرب سے نکل کر  
 کائنات ارضی کی بلندیوں پر لمہرانے لگے تھے اور انسانی قلوب کو اسلام کی رویت  
 سے معورہ کرنے لگے۔

صحابہ کرام کے ان ستری کارناموں کے باوجود بعض بد بخت ذہن ان سے  
 بنق وحدہ کرنے لگے تھے اور ان کی ذات و الاصنافات پر طرح طرح کی گفتگو

کہتے۔ یہ بد باطن لوگ صدیوں سے اپنے اندر و فی خیالات کا اظہار بھی کرتے آئے ہیں۔ اس سلسلے میں رواضن نے تو اپنی بحاس کی گفتگو کو صحابہ کرام حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ احادیث المونین رضی اللہ عنہم اور ان کے رشتہ داروں کو سب و ستم کا نشانہ بنایا۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تربیت کو نظر انداز کرتے ہوئے ان لوگوں نے اسلام کی اس جماعت کو بھی مدد و در کر کے رکھ دیا جسکی بدولت اسلام کی روشنیاں ایشیا اور افریقہ کے تاریک گوشوں تک پہنچی تھیں۔ ان کے نظریات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے چند گئے چند گئے پھنسنے ساتھی ہی دولت اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی کی ترتیب بعض چند لفوس اہل بیت اور ”مجاہن الہست“ پیدا کر سکی۔

اس منفی رجحان نے اگرچہ اسلامی دنیا کے کئی حصوں کو متاثر کیا لگر رضیغیر پاک و ہند میں خصوصیت کے ساتھ عدم جماگیری میں مسلمانوں میں ایسے عقائد کی تشبیہ شروع ہوئی جب ”لوز جہاں“ کو ملکہ ہند بنائی کر مغل اقتدار کا نمرچ شہ بنا دیا گیا اس شیعہ خالتون نے اپر ان سے مقتدر اور مجتہد شیعہ علام کو درآمد کر کے دفن کے نظریات کو عام کرنے میں بڑا نیا پیار کردار ادا کیا۔ جماگیر چونکہ اکبر کے الحادی دور کا جانشین تھا۔ اس یہے لوز جہاں کے شیعہ مبلغین اور مجتہدین کو بڑی آسانی سے ایسے معاشرے میں کامیابیاں حاصل ہوئیں جو اسلام کی حقیقت روح سے خالی ہو چکا تھا۔ مغل دوبارہ کے انعام و اکرام نے بڑے بڑے امراء سلطنت اور عام عقیدہ صوفیاء کو صحابہ کرام کے خلاف سخت گفتاری پر تیار کر لیا اور ملک میں شیعہت کے کئی قسم کے فتنے پر درشی پانے لگے۔ صحابہ

کو سب و شتم کے آغاز سے پہلے اہلسنت میں افضلیت علی کرم اللہ وجہہ کے خیالات کو فروع دیا جانے لگا اور بعض برخود غلط صنفیا بادا در خام علم علماء اس فتنہ کا شکار ہوتے گئے۔

صحابہ ثلاثہ اور خصوصاً شیعین (حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے مقام و مراتب کو پس پشت ڈال کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو افضلیت دی جانے لگی۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ امت المونین رضوان اللہ علیہمین پر طعن و تشنیع کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جمانگیری دور میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقاً کا عقیدہ اور پھر ان سے جن صحابہ کرام کو اجتہادی اختلاف رہا ان کے خلاف سُست گفتگو کا رواج بعض رفیعوں کے ہاں بھی پایا جانے لگا۔ وہ رافضیوں کی چالاکی کے جال میں پھنس گئے۔

ان حالات میں حضرت محمد وال夫 ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے الحادبے دینی کے خلاف کام کرنے کے ساتھ ساتھ اس دینی فتنے کی طرف خصوصی توجہ دی۔ یہ فتنہ اسلام کی اساس کو گزور کرنے میں مصروف تھا۔ حضرت محمد وال夫 ثانی نے اسکی اصلاح کے لیے خصوصی اقدام کیے۔ آپ نے اپنے مکتبات میں ان امر کے سلطنت کو آگاہ کرنا شروع کیا۔ جو شیعیت کے نظریات اور خصوصاً افضلیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نظریہ سے تباہ ہو رہے تھے۔ اسی در دن مشہد کے رافضیوں نے ایک کتاب لکھی جس میں اصحابہ ثلاثہ (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم) کی تکفیر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذاتِ گرامی پر طعن و تشنیع کو بوجھا رکھ دی۔ یہ کتاب برصغیر پاک و ہند کے ان شیعہ مجتہدین کی وساطت سے درآمد کی گئی جو نور جہاں کے زیرِ سایہ پل رہے تھے۔ اس کتاب کو ہندوستان

میں خوب بھیجا گیا۔ امراء و حکام اور ارکان سلطنت کی جمیں میں خصوصیت سے سنا یا جانے لگا۔ بڑے بڑے غالی شیعہ اپنی جمیں میں اس کتاب کے مندرجات کو سناتے۔ اور یہ تاثر دیتے کہ سارا عالم اسلام ایسے ہی نظریات کا پابند ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے پہلے تو ہر مقام پر ایسے نظریات کی تردید کی۔ ان کے خلاف آواز اٹھائی۔ صحابہ کرام کے مقام اور احیات المؤمنین <sup>رَدُّ رَوْاْفِضِ</sup> کی نسبت طاہرہ کو بیان کیا۔ پھر اس کتاب کے رد میں ایک مستقل کتاب بھی۔ افراد سے پاک و ہند کے علاوہ ماوراء النهر کے علماء تک پہنچانے کا اعتمام کیا۔ اس کتاب سے اہلسنت کے اکھڑے ہوئے پاؤں جنم گئے۔ ماوراء النهر کے سنبھالیں بادشاہ نے تو اہل مشہد کو باقاعدہ نوٹس دیا کہ وہ اس فتنہ کو ہوا دینے سے باز آ جائیں، صحابہ کو گالیاں دینے کا سلسلہ روک دیں، درجہ جنگ کے لیے تیار رہیں۔ جب اہل مشہد کے فتنہ پر دازوں نے پرداہ نہ کی تو ماوراء النهر کے لشکر دوں نے مشہد پر قبضہ کر کے وہاں سے اس فتنہ کو پچھل کر کے دبا۔ مشہد کے بدباطن رافضیوں کی سرکوبی کے بعد بر صغیر پاک و ہند کے حکمرانوں اور فتنہ سامانوں کو بھی سوچنا پڑا کہ صحابہ کرام کی دشمنی عالم اسلام میں کتنی منگی پڑی ہے اور بر صغیر میں بھی ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ چنانچہ اس فتنہ نے ”نور جہاں“ کی امداد کے باوجود عدم توڑنا شروع کر دیا۔ حضرت مجدد کی اس کتاب کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ صرف اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح سمجھی اور اپنے زمانہ میں شائع کی جب تفصیل فتنہ از سرنز پاک و ہند میں سراخ ہانے لگا تھا۔

”رد روافض“ کی تصنیف و تالیف کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی نے

سینکڑیں مکتوبات ان امراء اور علماء وقت کو لکھے جو معاشرہ اسلامی کی اصلاح میں مؤثر ثابت ہو سکتے تھے ان مکتوبات میں شیعہ اور رافضی نظریات کا پُر نذر روکیا گیا جو لوگ شیعوں کے پر اپنیکنڈ سے سے تباہہ ہو رہے تھے۔ ان پر بڑا خوشنگوار اثر پڑا۔ ان تحریری اقدام کے علاوہ آپ مختلف مجالس میں اپنی تقاریب کے ذریعہ علماء مشائخ کو مخاطب کر کے اس فتنہ کے خطرناک نتائج سے آگاہ کرتے تھے اور وہ سنی جو افضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی راہ سے توہین اصحاب ثلاثہ کی دہیزتک رسائی حاصل کر رہے تھے۔ رُک گئے۔

توہین صحابہ اور طعن اہمیت المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف حضرت مجدد الف ثانی کے مقتند مکتوبات نے بڑا ہم کردار ادا کیا آج بھی حضرت کے مکتوبات کا مطالعہ کیا جائے تو جہاں آپ نے تصوف کے اسرار و رموز، شریعت کے احکام کی جامیعت کو پیش کیا ہے وہاں روافض کے فتنہ کو بڑی پا مردی سے دبایا ہے۔ اگرچہ یہ مکتوبات خاص خاص حضرات کے نام جاری ہوئے تھے مگر ان کی نقلیں دور دنیا کے علاقوں میں پہنچانے کا مرلوٹ انتظام کیا گیا تھا۔ آپ کے خلفاؤں مکتوبات کو ملک کے گوشے گوشے کیا گیا تھا۔ آپ کے خلفاؤں مکتوبات کے گوشے گوشے کیا گیا تھا۔ بلکہ ہندوستان کے باہر کے دور دراز علاقوں مادرالنهر۔ بد خشان۔ خراسان تو راں، طالقان اور چین اور روس کے خطوں میں پھیلانے کا اہتمام کرتے تھے۔ تبلیغ و اشاعت کا یہ سلسلہ اتنا نظم اور کامیاب تھا کہ اس نے عالم اسلام میں انقلاب بہ پا کر دیا اور رفض و شیعہ کا فتنہ رک گیا۔

پاکستان میں بعض برخود غلط علماء اور پیران عام نے ایسے خیالات کو اپنی مجالس میں دبے دبے انداز میں بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔ دنیا کی شیعیت تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدالت اور لفاقت سے آباد ہے وہ لوگ

صحابہ پر سب و شتم کو، ہی اپنا ایمان جانتے ہیں۔ مگر اہلسنت و جماعت کی صورت میں ایسے خیالات کی درآمد قابلِ افسوس ہے۔ عقائد و نظریات سے بے خبر علماء۔ مقام صحابہ سے ناواقف والشود۔ پھر نسبت اہمیت المؤمنین سے بنے جنر پیران خام اپنی مجالس اور گفتگو سے افضلیت علی کرم اللہ وجہہ کا نام لے کر بعض صحابہ کے خلاف سوت گفتگو کر کے اپنے سامعین کو متاثر کرنے میں مصروف ہیں۔ دیوبندیوں کے ہاں ایسے خیالات نہیں پائے جاتے بلکہ وہاں تو بعض مقامات پر معاذ اللہ اہلیت کے خلاف اسی شدت کے ساتھ مکروہ گفتگو ہونے لگی ہے جس طرح بردافض کی مجالس میں صحابہ کرام کے خلاف ہوا کرتی تھی۔ علماء دیوبند میں سے اکثر اہل دانش خارجیت کے نظریات کی پناہ میں آگے بڑھنے لگے ہیں جو فتنہ کا ایک بھی انک رخ ہے مگر ہمیں اہلسنت و جماعت کے ان طبقوں پر ملال آتا ہے جو دبے لفظوں میں صحابہ کی شان میں سوت گفتگو کرتے ہیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بدزبانی کرتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں ایسے علماء نہ مقام صحابہ کی اہمیت سے واقف ہیں نہ نسبت صدیقہ رضی اللہ عنہا بے آشنا ہیں وہ فضیلت کے عنوان سے رفاقت کے دستِ خواں سے چند ہڈیاں اٹھا کر اپنے دوستوں کی مجالس میں پھوڑتے رہتے ہیں۔ کبھی عائشہ صدیقہ پر طعن۔ کبھی حضرت معاویہ پر تشنیع۔ کبھی حضرت عثمان ذی النورین سے سوت گفتاری اور کبھی حضرت عمر کی سخت کوشی کو نشانہ اعتراض بنایا جاتا ہے۔

پاکستان میں بعض سجادہ نشین خالفوادے سادات سے رشتہ دار یوں کی وجہ سے "خیمه ہائے سادات" میں گھس آئے ہیں یہ حضرات اپنی سیادت کو جلدی جلدی منولے کے لیے جب تک افضلیت علی کرم اللہ وجہہ سیدہ عائشہ صدیقہ

پر طعن و تشویح اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نقائص بیان نہ کر لیں۔ انہیں چین نہیں آتا۔ ایسے "علماء اور مشائخ" سادات کے گھرانے میں نقب لگا کر اپنے آپ کو "سید" بنانے میں مصروف عمل ہیں اور پاکستان کے اکثر لوگ ایسے حضرات کو ذاتی طور پر جانتے اور پہچانتے ہیں اور ان کے باپ و اول کے نام اور نسبوں سے واقف ہیں جو دیکھتے دیکھتے سید بن گئے ہیں۔

✓ یہ "نووار و این خانوادہ سادات" اپنی ایسی مکروہ حرکات کی وجہ سے رات کے اندر ہمیروں میں بھی پہچانے جاتے ہیں یہ لوگ سیدہ صدیقہ اور حضرات صحابہ کو مطعون کرنے میں کوشش دکھانی دیتے ہیں۔ اگرچہ چند سنی علمائے کرام ایسے فتنہ سامانوں کے رد میں مصروف کار ہیں مگر وضع داری اور ردا داری کے پیش نظر صرف اتنا کہہ دیتے ہیں "شاہ صاحب کو خدا معلوم کیا ہو گیا ہے؟"

✓ پاکستان میں یہ رجحان افسوسناک ہی نہیں۔ قابلِ نہاد بھی ہے۔ دینی حلقوں میں، ہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور رحمات المؤمنین کے متعلق سست گفتگو کرنے والے طبقات پیدا ہو جائیں تو ناموس صحابہ کی پاسداری کوں کرے گا۔ سنی علماء مشائخ ایسے حلقوں اور ایسے افراد کو نام بنام جانتے ہیں جو اپنی مخالفوں میں اپنے مریدوں میں اپنے علمائے تشویحیوں میں ایسی گفتگو کرتے رہتے ہیں ان حضرات کو بذاتِ خود ہی رسول اللہ کی دلازاری سے باز آنا چاہیے۔ درنہ ایک وقت آئے گا کہ ایسے نقاب پوش علماء و مشائخ کو رسول اہونا پڑے گا۔

پاکستان کے بعض سنی کھلانے والے علماء شیعوں کی ہم نواٹی میں جو کردار ادا کر رہے وہ جمانگیری عمد کے ان برخود غلط صوفیاً اور علماء سے ملتا جتنا ہے جنہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الشافی نے نحصار اتحا اور اپنے مکتبات

اور تقریروں کے ذمہ لیجہ اس فتنے کے خلاف جہاد کیا تھا۔ آج بھی مجددی خالقائیں پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ حضرت مجدد قدس سرہ کی سنت کو زندہ کر کے اپنے اپنے حلقة اثر میں ان "تفصیلی حضرات" کی سازش کو بے ناقاب کر سکتی ہیں۔ بعض حضرات اہلسنت والجماعت کی رائہنمائی میں اہم کردار ادا کرہے ہے ہیں۔ قادری، سرور دی اور حاشیتی خانزادے بھی ایسے حضرات پر نگاہ رکھ سکتے ہیں جو صحابہ کبھار اور اہمۃ المؤمنین کے متعلق سُنت لفظوں میں صرف ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی نے ایسے ہی حالات میں اپنے ارشادات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت کو نمایاں کیا تھا اور اپنے وقت کے امراء مخلکت علماء و مشائخ کو اس اہم کام کے لیے تیار کیا تھا جس سے رواض، تفضیلات اور خصوصاً معاذین صحابہ کے مرکز ختم ہو گئے اور اس فتنے کا زور پاک و ہند کی سر زمین سے لوٹ گیا۔ ہم آئندہ صفحات پر حضرت مجدد کے ایسے ارشادات کو پیش کر رہے ہیں جن سے صحابہ کرام کے مقام اور اہمۃ المؤمنین کی عظمت اور اہمیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت دلوں میں نقش ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہماری یہ کوشش حضور مجدد الف ثانی کے اقوال کی روشنی میں اہل ایمان کے دلوں کو جلا بخشنے کی۔

## الوارثہوت کے مشاہدات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف رتبہ ہے جس کے سامنے غیر صحابہ کی لمبی زندگیوں کی تمام ریاضتیں، سعادتیں اور مقامات بیسچ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ سید الانبیاء کے چہرہ انور کی ایک لمبی نیارت اور آپ کی زنگاہ کرم کا ایک پرتوہزاروں سال کی ریاضت و عبادت سے اعلیٰ اور بہتر ہے جس صحابی رسول کو شرفِ صحبت کا ایک لمبہ اور انوارِ ثبوت کی ایک

۱۰

جبلک نصیب ہوئی ہے وہ آستِ محمد یہ کے تمام اولیاً اللہ کے روحانی اور اکتفا بی  
مقامات و مناصب سے بلند تر منصب پر ہے۔ اہلنت کے نظریہ میں یہی ایک اصولی  
بات ہے جسے شیعہ حضرات تسلیم کرنے سے عارضی ہیں۔ ان کے ہاں شرف صحبت  
رسول اور دیدارِ مصطفیٰ کو فی بڑی چیز نہیں۔ وہ بنیادی طور پر صحابہ کرام کے  
ایمان اور زگاہِ مصطفیٰ کی عظمت اور مشاہدہ الزار بہ نبوت کے مقام سے ناقص  
ہیں۔ معاف اللہ وہ اکثر صحابہ کو عظمت دینا تو بڑی چیز ہے سرے سے اہل ایمان  
ماننے سے بھی انکار میں ہیں۔ وہ جمہور صحابہ کو جن الفاظ میں باد کرتے ہیں۔ اس  
سے ان کے لفظ اور دردیدہ درہنی نہایاں ہوتی ہے۔ ان کے نظریہ میں ہزاروں  
صحابہ رسول میں سے صرف تین پار حضرات جن سے حضرت مقدار حضرت الوداع غفاری  
حضرت سلام خارسی اور زید بن ارقم ہی وہ صحابی تھے جو کامل الایمان تھے۔ یہ حضرت  
بھی اس لیے عظمت و احترام کے مستحق ہیں کہ انہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے  
اپنایا تھا۔ حضرت مجدد نے انکے ایسے خیالات فاسدہ کا قلع قلع کرتے ہوئے صحابہ  
کی عظمت کو بڑی شان سے بیان کیا ہے آپ اپنے مکتوبات کی جلد اول کے  
مکتوب، نمبر ۲۵ میں لکھتے ہیں۔

\* \* \* \* \*

”وَرَدَ لِكَرِيمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا تَعْلَمُ كَرِيمًا وَاجِبَ التَّعْظِيمِ مِنْهُمْ“  
بھیں تمام صحابہ کرام کی عظمت اور شان کو اسی طور پر تسلیم کرتے ہوئے بربلا  
اعتراف کرنا پاہیزے۔ خطیب نے حضرت الش رضی اللہ عنہ سے روایت کی  
ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری  
ملائکہ مخلوق میں سے مجھے فتحب فرمایا تھا (اور اپنا محبوب بنایا) پھر اس نے  
میرے لیے ایسے اصحاب فتحب فرمائے جو دنیلیکے بہترین انسان تھے۔ ان  
میں میرے رشتہ دار بھی تھے میرے مددگار بھی۔ میرے جان نثار بھی تھے

اور میرے ہمدرم اور دمساز بھی۔ میری نسبت سے ان تمام کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ان پر خصوصی العامت وارد فرماتا ہے جس شخص نے انکے متعلق کسی قسم کی جسارت کرتے ہوئے میرا دل دکھایا وہ اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکے گا۔ ( دَمَنَ أَذَانِي فِيْهِمْ أَذَاهُ اللَّهُ ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا سے طبرانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت ہو گی۔ بلکہ تمام انسانوں کی لعنت ہو گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری نگاہ میں بدترین وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب کے متعلق بے باکی اور گستاخی سے باقی رکھتے ہیں۔

**ابن بزی** حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات کی جلد اول مکتوب نمبر ۱۲۰ میں اپنے خلیفہ میر محمد نعیان بدحشی قدس سرہ کو لکھتے ہیں۔

**امیر معاویہ** ”صحبت رسول کے برابر کوئی بھی مقام اور مصب نہیں ہے تم دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، محض صحبت رسول کے شرف کی وجہ سے انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔ حضرت اولیٰ قرنی اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر اپنی عظمتوں کے باوجود صحابہ کرام کے مقام کو نہیں پہنچ سکے۔ یہ صحبت نبوی کی برکات اور مشاہدہ اوزارِ مصطفیٰ کے شرف کا نتیجہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطیاں اور عرب دا بن العاص رضی اللہ عنہ کی لغزشیں بھی حضرت اولیٰ قرنی اور حضرت عمر بن عبد العزیز کی صحیح آراء سے افضل تھیں۔ کیونکہ ان بزرگوں کا ایمان۔ شرف صحبت۔ دیدار چھروٹا باب مصطفیٰ۔ معائیۃ وحی و ملائکہ

اور مشاہدہ میجرات و شمالی رسول اکرم کی وجہ سے شہر دسی تھا جب کہ صاحاب کے بعد آنے والوں نے ایمان کی دولت سماعی (سن کر) حاصل کی تھی۔ جو چیز غیروں نے کالوں سے سُن کر قبول کی وہ صاحابہ کرام نے آنکھوں سے دیکھ کر حاصل کی۔ اس مشاہدہ اور دید کے مراتب سننے والوں کو کب میسر آ سکتے تھے۔ یہ فضائل اور پہ کمالات اصل بنیاد ہیں اس ایمان کی جو صاحابہ کو نصیب ہوا تھا۔ اگر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور کی صحبت اور زیارت نصیب ہو جاتی تو اس دولت کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کو ترزیح نہ دیتے اور انہیں دنیا کی کوئی ضرورت یا مجبوری حضور کی زیارت سے دُور نہ رکھتی۔ وہ مشاہدہ جمال مصطفیٰ کی ایک جملک پایلستے تو ساری عبادتیں، ریاضتیں اور خدمتیں پس پشت ڈال کر شرف صحبت حاصل کر لیتے مگر یہ بات نہ ہو سکی۔ یہ نصیب کی بات ہے۔\*

سکندر رانی نجشند آبے

بزرگ ریسٹ نیست این کار

اے اللہ! تو نے ہمیں اس محمد مبارک میں پیدا نہیں فرمایا۔ مگر آخرت میں اپنے جیب کے صدقہ اس جماعت صاحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ اٹھانا۔\*

حضرت مجدد الف ثانی دنیزادہ کے مکتبہ مبر ۹۵ میں فرماتے ہیں۔

”صحبت نبوی کی فضیلت تمام دوسرے فضائل اور کمالات سے اعلیٰ ہے حضرت اولیس قرنی امت محمدیہ میں بلاشبہ بلند منصب انسان تھے۔“

مگر ادنی صحابی کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ اسلام اور ایمان کی دنیا میں کوئی عبادت بیدایا صحت یا منصب صحابیت کی فضیلیت کے ہم پا بپہنچیں ہو سکتی۔ صحابہ کا ایمان صحبت نبوی کا ثمرہ ہے۔ نزول وحی کے مشاہدات نے صحابہ کے ایمان کو شہودی بنادیا تھا اور دیدارِ انوار رسالت نے ان کے ایمان کو علیگاریا نہیں۔

آپ اپنے ایک اور مکتوب جو ملکاول میں ہے میں لیکن طیف روایت بیان فرماتے ہیں۔

”حضرت عبد اللہ بن بارک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت معادیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ میں کون افضل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں حضرت معادیہ جس گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ اسکی ناک میں جو غبار اور ہوا پہنچتی تھی وہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مقامات سے بدوجہا بہتر ہے۔“

حضرت مجده الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں بہت سے مقامات پر شرف صحبت مصطفوی اور صحابہ کرام کی عظمت پر اطمینان رخیال فرمایا ہے ساقد مختلف مکتوبات میں صحابہ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے اور اسکا واحد بہبی قرار دیا ہے کہ یہ حضرات ایمان شہودی کے مقام پر فائز تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی قرآن پاک میں خاصجا تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا تھا۔ وہ اللہ کی رضا بر راضی تھے۔ رَضَى اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضَوا عَنْهُ : ہم شرف صحبت کے سارے مقامات پیش کرنے کی بھلے حضرت مجده کے دوسرے ارشادات پیش کرتے ہیں جن میں آپ نے صحابے بعض رکھنے والے لوگوں کو متنبہ کیا ہے۔

## سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی افضلیت

شیعوں کا پہلا دارالشیخین کے مقام کو گرا کر افضلیت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا راگ الائپا ہے۔ وہ حضرت علی کی افضلیت مطلقاً کا فلسفہ بیان کرد کے ان اہلسنت کو اپنی طرف راغب کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جوانی کی مجالس میں پہنچتے ہیں۔ اور فضائل الہبیت کے پردے میں صحابہ کرام کو نظر انداز کرتے جلتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قرابت قدسیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نسبت عالیہ اور ولایت کا سرچشمہ ہونے کی وجہ سے سیدھے سادے لوگوں کو فریب دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جب لوگ انتحا بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خانوادہ نبوت ہیں ہونے کی وجہ سے بے پناہ فضائل کے حامل ہیں تو لوگوں کو خلافت کے معاملات پر لا کر حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی اور دوسرے جلیل العذر صحابہ کرام کو غاصب اور بے انصاف قرار دینے کا راستہ ہمار کر لیتے ہیں یہی وہ نقطہ ہے جہاں سے شیعہ حضرات جمیل صحابہ کرام سے بدظنی اور عداوت کی بنیاد اٹھاتے ہیں اور تفضیلات کا محل تیار کر کے صحابہ کرسی پر ہم کرتے ہیں۔ حضرت محمد والی کی تردد کی ہے۔ خصوصاً اپنی معرکۃ الاراکتاب متعالات پر ایسے خیالات فاسدہ کی تردید کی ہے۔ خصوصاً اپنی معرکۃ الاراکتاب ”رو روا فض“ میں اس موضوع پر بھرلوپ روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے مکتبات کی جلد دوم میں اپنے پندرہویں مکتب میں جو آپ نے سادات سامانہ کو اس لیے لکھا تھا کہ وہاں کے خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفائے راشدین کا نام لینا چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے ان سادات کرام کو آگاہ کیا کہ آپ کے خطیب کے اس تجھاں سے رفض کی بہ بوآئی ہے۔ آپ اس روشن کو روکیں۔ آپ نے اسی

مکتب میں حضرات شیخین احضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بلند مقام پر اٹھا رہے خیال کرتے ہوئے فرمایا۔

**شیخین** "حضرت ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضیلت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے اکابر آئمہ امت نے اس نظریہ کو متفقہ طور پر بیان کیا ہے۔ حضرت امام شافعیؓ خصوصی طور پر اس نظریہ کے ترجیحان ہیں۔ امام ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرات ابو بکر اور سیدنا عمر فاروق کی افضیلت تمام صحابہ پر قطعی اور یقینی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تواتر کے ساتھ اپنی خلافت کے زمانہ میں دارالمخالفت میں اپنے اجابت کے کثیر جمع میں اعلان فرمایا کرتے تھے کہ ان ابو بکر و عمر "فضل الاممۃ" میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر امت محمدیہ کے افضل ترین حضرات ہیں۔"

حضرت محمد الف ثانی کا دفتر دوم میں ایک طویل مکتوب نمبر ۲ ہے جسے آپ نے رکن سلطنت "خان جمال" کو لکھا تھا۔ اس میں آپ نے صحابہ کرام پر ایقان و اعتقاد کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور لکھا ہے۔

**خلفاء** کے سید الانبیا علیہ الصداقة و اسلیمات کی حیات ظاہری کے بعد خلیفہ مطلق اربجہ اور امام برحق حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ ان کے بعد سیدنا عمر فاروق ان کے بعد سیدنا عثمان غنی اور ان کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں ان حضرات کی افضیلت بھی اسی ترتیب سے ہے۔ یعنی سب سے بڑا درجہ سیدنا صدیق اکبر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ شیخین کی افضیلت پر صحابہ کرام اور تابعین است کا اجماع رہا ہے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جو شخص مجھے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق پر فضیلت دے گا وہ منحصری اور جھوٹا ہو گا اور اسے کوڑوں کی سزاد لواؤں گا۔ جس

طرح دوسرے افترا پر دازدی اور محرومی کو دی جاتی ہے۔

حضرات شیخین کی افضیلت و اولیت پر حضرت محمد واللہ ثانی قدس سرہ کے مکتبات شریف میں صرف احادیث و روایات ہی بیان نہیں کی گئیں لیکن بعض مکتبات میں تو حضرت محمد واللہ ثانی نے اپنے خلفاء اور ارباب طریقت کو ان روحانی اور الہامی معارف کی روشنی میں حضرات شیخین کی افضیلت پر گفتگو فرمائی ہے۔ آپ کے ایک خلیفہ حضرت خواجہ محمد اشرف کابلی قدس سرہ تھے۔ ان کے نام آپ نے ایک طویل خط لکھا تھا۔ جو مکتبات کے دفتر اول میں مکتب نمبر ۲۵ کے مقام پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس مکتب میں آپ نے علوم غریبہ اسرار عجیبہ۔ مواہب کے ولطائیف کے انداز میں خلفاء راشدہ کے فضائل حضرات شیخین کی افضیلت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اس مکتب میں صحا پر کرام کی عنemat اور ان کی توقیر و تعظیم کے مقام پر روشنی ڈالی گئی ہے ہم اس مکتب سے بعض آقتابات یادیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ اس موضوع کے مختلف پہلو کھل کر سامنے آجائیں۔

حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کمالات محمدی اور ولایت مصطفوی کے درجات کے حصول کے باوجود ولایت روحانیہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں اور دعوت و عزیمت کے نکتہ نظر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت نوح علیہ السلام کے زیریں یہ ہیں۔ ایسے ہی مقامات ولایت و روحانیہ میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ولایت و بنوت کے کمالات کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ ان حضرات کے روحانی منازل انبیاء رکرم کے زیر اثر ہیں جس طرح حضرات صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق

بار بیوت محمدی کے حامل ہیں (اعلیٰ اخلاق المراتب) اسی طرح سیدنا علی  
 کرم اللہ وجہہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی نسبت سے بار و لایت  
 محمدی کے حامل ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ولایت محمدی اور بیوت  
 محمدی کے حامل ہیں (ان دونوں مقامات کی مناسبت سے بعض حضرات صوفیا  
 نے آپ کے ذوالنورین کے خطاب کی تاویل فرمائی ہے۔ احلاں نکد علماء کرام  
 حضرت کے نکاح میں سید الانبیاء کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے رہنے کی وجہ  
 سے ذوالنورین کا خطاب دیا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ولایت محمدی  
 کا عکس جھیل ہے اسی یہے (نقشبندیہ کے علاوہ تصنوف کے تمام سلسلوں کے  
 چشمے آپ کی ولایت سے بچھوڑتے تھے۔ اولیاء امت محمدیہ میں سے ارباب  
 طریقت کی کثیر تعداد کو اسی ولایت سے حصہ ملا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ  
 بعض اولیاء کرام کے تربیت یافتہ حضرات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے زیر  
 ولایت ان کے مقامات روحا نیہ کو دوسرے صحابہ پر ترجیح دیتے ہوں۔ اگر  
 امت رسول کا حضرات شیخین کی افضیلت ہمہ اجماع نہ ہوتا تو ان پر اولیاء کا  
 کشف حضرت علی کی اولیت کا فیصلہ دیتا۔ چونکہ حضرات صدیق اکبر اور حضرت  
 عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرات انبیاء کرام حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ  
 علیہ السلام کے کمالات سے کمالات بیوت حاصل کرتے ہیں اور اکثر اولیاء  
 کے کشف کی رسائی صرف کمالات ولایت تک ہی محدود ہے اور کمالات  
 بیوت تک نگاہ کشف نہیں جاتی اس یہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہی  
 افضل قرار دیتے ہیں ان ارباب کشف کی رسائی صرف کمالات ولایت تک  
 محدود ہے کمالات بیوت تک پرواں نہیں ہے لہذا وہ مقامات ولایت  
 پر کر جاتے ہیں اور کشفی طور پر بعض حضرات سیدنا علی کی افضیلت کا اعلان

کر دیتے ہیں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کالاتِ ولایت کالاتِ بُوت سے بہت بچے ہیں۔ پھر کالاتِ ولایت کالاتِ بُوت کے سامنے بسج ہیں۔ دوسرے لفظوں پر کالاتِ بُوت تک پہنچنے کے لیے کالاتِ ولایت اور مقدمات میں ایک نسبت ہے۔ لہذا بعض اولیاء اللہ بُوت کی روشنی سے دوری کی وجہ سے کالاتِ بُوت کی کا حقّ تا باینوں کو نہ پاکر فکن ہے ولایت علی کرم اللہ وجہ کو، ہی انتہائی درجہ دے رہے ہیں۔ اگرچہ ہماری یہ بات ایسے حضرت پرگراں گزرے گی اور وہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار بھی نہ ہوں گے مگر مجھے تو اسرار کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ میری مثال تو اس طوٹی کی طرح ہے جو اپنے سکھانے والے کی آواز سے ہی منہ کھولتی ہے **وَالْحَمْدُ لِلّهِ وَالْمُنْتَهٰ**

"در پس آئینہ طوٹی صفتمن داشته اند"

**آپنے استاد اذل گنت، میں میگوئیم"**

میں اس معاملہ میں علمائے اہلسنت کے اجتماعی فیصلہ پر متفق ہوں اور انہی کے خیالات کو قویٰ خیال کرتا ہوں۔\*

حضرت مجدد الف ثانی نے منزل سلوک کو طے کرتے ہوئے ان کشفی تجربت کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جس سے آپ کو شیخین کی افضیلت واضح ہو گئی تھی۔ آپ لکھتے ہیں۔

"جو چند علماء کرام کو استمدالی طور پر معلوم ہو گئی تھی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے الہامی اور کشفی طور پر واضح کر دی جو چند علماء اہلسنت والجماعت کو اجلاً معلوم ہوئی وہ مجھے تفصیل بتا دی گئی۔ مجھے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے تفصیل کالاتِ بُوت سے واقف کیا گیا تھا۔ ان کالات کا کافی حصہ عطا کیا گیا کشفی طور پر شیخین کے

فضائل سے آگاہ کیا گیا۔ اس مقام پر تقدید کے بغیر کوئی راستہ نظر نہیں آیا کرتا۔ میں اسی نظریہ پر قائم رہا۔ الحمد لله ابھی نے مجھے بہترت دی۔ اگر وہ راہنمائی نہ فرماتا تو میں کبھی صحیح نظریہ پر قائم نہ رہ سکتا۔

ایک دن ایک شخص نے بتایا کہ بعض کتابوں میں لکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اسم گرامی جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے میرے دل میں خال آیا کہ جنت کی ملکیت تو حضرت علی کے نام ہے۔ تب حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا کیا مقام ہے؟ محتوا سی توجہ کے بعد میں اس پتھر پر پہنچا کہ جنت کے دروازے پر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے کے نام سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جنت میں داخل تو دو لوز حضرات شخصیں کی صوابیدید اور اجازت پر ہو گا۔ میں نے دیکھا حضرت صدیق اکبر جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ لوگوں کو داخل کی اجازت عطا فرمائے ہے میں۔ حضرت عمر فاروق آگے گئے بٹھھ بٹھ کر ہاتھ پکڑ پکڑ کر لوگوں کو اندر لے جائے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ گویا ساری جنت حضرت سیدنا صدیق اکبر کے نور سے معمور ہے۔ اب ان دونوں حضرات کی شان تمام صحابہ سے بٹھھ چمٹھ کر دکھائی دی جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

سیدنا صدیق اکبر کی قرابت اور قربت کا یہ عالم ہے کہ آپ حضور کے فانہ زاد اور ہم خانہ ہیں۔ فرق تصرف اعلیٰ ادنیٰ کا ہے۔ حضور کی بادشاہی سیدنا صدیق اکبر کی غلامی کے مراتب کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت عمر فاروق سیدنا صدیق اکبر کی وساطت سے اسی دولت سے مشرف ہیں۔ دوسرے صحابہ کی شان یوں ہے جیسے وہ حضور کے ہم شریا ہم قریہ ہوں۔ پھر اولیٰ امت تو ان بارگاہوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے قدم قدم

چل رہے ہیں۔

ہ ایں بکر رسدز دُقد بانگ جسم  
امت محمدیہ کے ارباب ولائیت جب مقام شیخین کی رئائی سے دور نہیں تو  
ان کے کمالات کا دراک کھاں تک کر سکتے ہیں؟

ان کشفی تحریات کے انطہار کے بعد حضرت محمد والٹ ثانی ایک اور مقام پر  
حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما (شیخین) کی برزخی زندگی پر بھی  
روشنی ڈالتے ہوئے اسی طویل لکھوپ میں لکھتے ہیں۔

و سپرنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق وفات کے بعد بھی سید المرسلین  
کی رفاقت اور مجاس سے دور نہیں ہوئے۔ حضور اپنی قبر مبارکے اسی حال میں  
اٹھیں گے کہ ایک ہاتھ سیدنا صدیق اکبر کے کندھے پر ہو گا اور دوسرا ہاتھ  
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہوں گے اس رفاقت اور دائمی حضوری کی وجہ  
سے بھی ان حضرات کی افضلیت ہے۔ ہم حضرات شیخین کے کمالات و خصائص  
کے سند رکی و سعتوں کو کھاں تک بیان کریں۔ کس کس کمال پر لب کشانی  
کریں۔ ایک ذرہ آفتاد کے حسن تک کیا رسائی حاصل کر سکتا ہے ایک  
قطڑہ ایک بھر زخار کی بلے پناہ موجود کے سامنے کیا چیزیں رکھتا ہے۔

وہ اولیاء رکرام جنہیں اللہ تعالیٰ نے "دعوت خلق" کی بجا آوری پر مقرر  
کیا ہوا ہے۔ جنہیں ولایت اور دعوت دونوں سے وافر حصہ ملا ہے۔ انہوں  
نے اپنی کشف کی روشنی سے صحیح نظریہ قائم کر لیا ہے تابعین اور ربتع تابعین  
میں سے مشور آمہ مجتہدین نے اپنی فراست اور بصیرت سے احادیث بنویہ کے  
خنازل سے افضلیت شیخین کے موتیوں سے اپنی جھولیاں بھری ہیں۔ انکے  
فضائل اور کمالات کے بھرنا پیدا کنار سے جو کچھ حصہ ملا انہوں نے بر ملا شخصیت

کی افضیلت کا فیصلہ دیا ہے اور اسی پر ان کا جامع ہے میں اور یہ بھی طے کیا ہے کہ آگئے کسی ولی اللہ کو اس نظریہ کے خلاف کشف یا الہام بھی ہوتا تو وہ غیر معتبر اور غیر صحیح ہو گا۔ افضیلت شیخین کے خلاف کسی ولی اللہ کا الہام باکشف۔ کوئی چیزیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ سُلہ صدر اول (محمد بنوی) میں ہی طے پاگیا تھا۔

\* "حضرت امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت درج کی ہے کہ ہم محمد بنویت میں حضرت ابو بکر صدیق سے بڑھ کر حضور کی بارگاہ میں کسی دوسرے کو افضل نہیں مانتے تھے۔ پھر حضرت عمر تھے۔ پھر حضرت عثمان تھے پھر حضرت علی تھے رضی اللہ عنہم۔ ان کے بعد دوسرے تمام صحابہ اپنے اپنے مخصوص کمالات کی وجہ سے مختلف درجات پر فائز تھے ہم ان تمام صحابہ کی فضیلت ان پر، ہی چھوٹہ دیتے تھے۔ کسی کو کسی پر تر جمع نہیں دیتے تھے۔ ابو داؤد کی روایت اس طرح ہے کہ "جب سید المرسلین حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے تو لوگ کہا کرتے تھے کہ امت رسول میں افضل ترین ابو بکر ہیں۔ پھر عمر ہیں پھر عثمان ذوالنورین ہیں (رضی اللہ عنہم)" \* حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوہات میں کئی مقامات پر حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی افضیلت کو بیان فرمایا گیا ہے اور بڑے لطیف انداز میں ان ذہنوں کی راہنمائی فرمائی گئی ہے جو شیعہ حضرات کے پھیلائے ہوئے شکر کے جال میں چنس کرتے تھیں اس کے چکر میں گرفتار ہو جاتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مقام ولایت سے کسی بد بخت خارجی کوشک یا اخلاف تو ہو سکتا ہے مگر اہلسنت و جماعت متفرق طور پر ان کی فضیلت کے قائل ہیں۔ ان کے مقامات ولایت کے معترض ہیں۔ انہیں حضور سے جو قربت اور قرابت

رہی ہے وہ آپ کا خصوصی منصب ہے۔ بچھرا ولیا داللہ کے اکثر سلاسل تصویر کے چشمے اسی نسبت و لابت و کرم سے جاری ہوئے ہیں۔ ارباب دلائب اسی نسبت سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خوان کرم کے لقمه بردار بھی ہیں اور مداح بھی ہیں اور زیر احسان بھی ہیں۔ حضرت مجدد نے اپنے مکتبات میں اس لال عقلی اور نقلی کے ساتھ ساتھ روحانی اور کشفی روشنی میں بھی ہماری رہنمائی فرمائے ان تفضیلیوں کے پر اپنے گندے کے پھیلائے ہوئے اثاثات کو بے اثر کر دیا ہے۔ آپ کے ہاں افضلیت شخین کا عقیدہ ایک دینی اہمیت کا عامل ہے۔ مکتبات کے دفتر اول کے مکتب ب نمبر ۲۲۹ میں فرماتے ہیں۔ "کہ جو شخص حضرت علی کو حضرات ابو بکر صدیق سے افضل کہے گا وہ اہلسنت سے حاضر ہو گا۔"

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ذوالنورین کا منفرد مقام

فضائل کے لحاظ سے خلفاء راشدین میں ایک خاص شان اور مقام کے مाकب ہیں۔ وہ رسول پاک کے محبوب صحابی ہیں۔ داماد ہیں۔ ذوالنورین ہیں۔ سفیر ہیں۔ امین ہیں۔ بچھر بارگاہ مصطفوی میں اپنی خدمات کے لحاظ سے ممتاز اور منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ شیعہ حضرات آپ کی ذات ہا بركت کو خصوصیت کے ساتھ طعنہ و تثنیع کی سنبھاری سے نوازتے رہتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بعض کی وجہ سے ان کے اہلیت سے مجت کے پیمانے لٹٹ جاتے ہیں۔ داماد رسول ہونے کی عظمتیں نظر انداز ہو جاتی ہیں۔ جانشاری کی ساری سعادتیں بھول جاتی ہیں۔ اور آپ کی اسلامی خدمات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ رواض اور شیعہ حضرات کے فضیلت اور افضیلت کو ناپس کے اپنے پیمانے ہیں، میں سے سروکار نہیں ہم تو ان کے پر اپنے گندہ سے متاثر ہونے والے سینتوں کو

حضرت مجدد کے ان ارشادات کی طرف دعوت فکر ویتے ہیں جو انہوں نے اپنے مکتبات میں اس جلیل القدر صحابی رسول کے متعلق لکھے ہیں۔

"علماء اہلسنت کی اکثریت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت شیخین کے بعد افضل ترین امت بھتے۔ ان کے بعد ساری امت یہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں آئیہ اے بعدہ امام ابو حنیفہ۔ امام شافعی امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ عنہم) کا مذہب بھی یہی ہے۔ امام مالک کے توقف پر بعض حضرات نے افضیلت پر گفتگو کی ہے لیکن امام قاضی عیاض مالکی قدس سرہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ امام مالک نے اپنے اس چال سے رجوع کر لیا تھا اور آخرہ الامر آپ افضیلت عثمان بن عفان کے تائل ہو گئے بختے۔ علامہ قرطبی نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے"\*

حضرت محمد والفقہ ثانی نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ اہل سنت کی علامات میں سے شیخین کی افضیلت کے اعتقاد اور ختنیں (حضرت عثمان اور حضرت علی) سے محبت لکھنا ضروری ہے۔ ایک اور مکتب میں حضرت مجدد نے حضرات شیخین کی افضیلت کا عقیدہ لکھنے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی افضیلت اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت کے لئے ہے مخروم شخص کو "بدعتی" اور گراہ قرار دیا ہے۔

**خارج اور فضیلی حضرات کا ایک قابل مذمت نظریہ**

بعض وشنام طازی کی عادت ایک پرانی بات ہے مگرہ اہلسنت میں سے تفصیلی حضرات کا یہ روایہ نہایت قابل مذمت ہے۔ جوان کی دیکھا دیکھی اصحاب شماشہ پر خاموشی اختیار کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہ۔ حضرت طلحہ، حضرت زینبر

پھر سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) پرسنگ بان درازی اور مطاعن کا وظیفہ ادا کرتے رہتے ہیں ان حضرات کی ابلہ فربی کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ان پاکبازانِ امت سے اظہار کدوڑت کر کے کون سا فریضہ سراج نام دے رہے ہیں۔ پھر ان حضرات سے بعض پال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری میں کیوں مصروف ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات جب سرہلا ہلا کر رافضیوں کی ہم نوازی کرتے ہیں تو یہ نہیں جانتے کہ وہ رافضی دوستوں کو تو خوش کر لیں گے مگر جس ذات والا سے ان حضرات کو لبٹ ایمان ہے اس کے غصبہ کا نٹ نہ بننے سے نہیں بچ سکیں گے حضور رحمتِ مجسم ہیں مگر ان کے اہلیت۔ اہل خانہ۔ ان کے اندوانج ان کے جانشاروں سے کدوڑت کا اظہار کر کے کون سی رحمت کے طلب گار ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے دور کے ایسے برخود تفضیلیوں کو پوری قوت سے عربیاں کیا تھا اور انکے عقائد باطلہ سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ ہم آپ کے مکتبات میں سے وہ اقتباسات ہدایہ قارئین کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ جو ان حضرات کے فضائل میں بیان فرمائے گئے جنہیں یہ لوگ طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے رہتے ہیں۔

## سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ نہ خلافت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان کے قصاص اور انکے قاتلوں کی گرفتاری اور سزا کا مطالبہ۔ ل کی اصطلاح میں "محاربہ باعلیٰ" کہلاتا تھا۔ اور حضرت سیدہ کو اس "جرم" کی سزا میں ہزاروں سالوں سے یہ لوگ مطاعن کا نشانہ بناتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتب

میں اس موضوع پر نہایت لطیف انداز سے گفتگو فرمائی ہے۔  
وہ فرماتے ہیں۔

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہیں اور آپ کی جیات مبارکہ کے آخری لمحات تک منظورِ نظر ہیں۔ آپ کے جھرہ مبارک ہیں ہی حضور نے رفیق اعلیٰ کو بیک کیا۔ آپ کی آنکش خدمت ہی میں جان جان آفرین کے حوالے کی۔ آپ کے جھرہ ہیں ہی آج تک آدم فرمائیں سیدہ عائشہ کے عمن اور علی فضائل و مراتب کے علاوہ علم و اجتہاد میں آپ کا مقام نہایت ارفع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی نصف تعلیم سیدہ عائشہ کے پرداز دی تھی۔ صحابہ کرام اور خواتین امت کو جب کسی مسئلہ میں مشکل درپیش آتی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کافی صدھارے ہی مشکلات دین کا حل تسلیم کیا جاتا تھا۔ ایسی بلند منصب اور عالی مرتبت ام المؤمنین کی شان میں صرف اس لیے پست گفتگو کرنے کا کہ نہیں قصاص عثمان کے مسئلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اختلاف تھا کتنی نامناسب بات ہے۔ بچھر آپ سے بعض رکھ کر حضور نبی کریم کی نسبت کہ ہمام کرنے کتنی گستاخی ہے۔

ہرگز مباورہ نہیں آیا زہ روئے اعتقاد  
ایسے ہمہ ہاکر دن و دین پیغمبر داشتیں

حضرت علی کرم اللہ وجہ بلاشبہ حضور کے داماد ہیں حضور کے بھاڑاڑ  
بھائی ہیں تو حضرت صدیقہ بھی بلاشبہ آپ کی زوجہ محترمہ اور محبوب ترین  
شریکِ زندگی ہیں۔ \*

حضرت مجدد الف ثانی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک

اور مکتب میں لکھتے ہیں۔

\* «چند سالوں سے اس فقیر (مجد والف ثانی) کا معمول ہا ہے کہ حضور نبی کیم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصالِ ثواب کے لیے کھانا پکاتا تھا تو حضور کے ساتھ  
آپ کی جگہ گوبشہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرات  
حسن و حسین کو بھی شامل ایصالِ ثواب کر لیا کرتا تھا۔ ایک رات خواب  
میں حضور نے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ میں نے آگے بڑھ کر ہدیہ سلام  
پیش کیا۔ مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اور چہرہ انور دوسرا طرف پھیر لیا اور  
فرمایا: "میں تو عالیہ کے گھر کھانا کھایا کرتا ہوں جو مجھے کھانا کھلانا چاہے  
عالیہ کے گھر بیچج دے۔" اسی وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضور کی بے رُخی  
کا بیب حضرت سیدہ صدیقہ کو تو ایصالِ ثواب میں شریک نہ کہنا ہے۔

اس کے بعد میں نے ایصالِ ثواب کی محافل میں ان حضرات کے علاوہ سیدہ  
صدیقہ اور دوسری ازواج مطابرات اور اہل بیت کے تمام افراد کو ایصال  
ثواب میں شریک کرنا شروع کر دیا اور سب سے تو سل عاصل کرنے لگا۔

یاد رہے حضور کو جو تکلیف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں  
گستاخی میں پہنچتی ہے۔ وہ سیدہ عالیہ صدیقہ کے متعلق بے ہودہ گوئی سے  
بھی پہنچتی ہے اور ہر عالمی اور ایماندار شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔\*

سیدہ عالیہ صدیقہ کے فضائل اور کمالات پر حضرت مجدد قدس سرور کے  
مکتب بندہ ۳۶ جلد دوم کا تفضیل مطالعہ فرمائیں۔ یہ مکتب خاچہ محمد تقیٰ قدس سرہ  
کے نام لکھا گیا تھا۔ اور اس میں ان لوگوں کے مطاعن کی روشنی پر تذیید بھی  
جو سیدہ عالیہ صدیقہ کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔ پھر سیدہ عالیہ صدیقہ  
رضی اللہ عنہا کے مقامات عالیہ پہ بڑی تحریک پر وشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں

امامت دلنظریہ اہلسنت و جماعت۔ مخالفین کے اعتراضات۔ بچھران لوگوں کے خالات جو نیک نہیں چلتے ہیں۔ برافضی اور خارجی حضرات کے افزاط و تفسیر لٹکی روپیہ اور اہلسنت کی شان و مرتبہ پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

### حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما

یہ لوگ حضور کے جیل القدر صحابہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی بدگونی کا شانہ بناتے ہیں۔ دونوں حضرات اس جنگ میں شریک تھے جو قصاص عثمان کے مطالبہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑی گئی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ان دونوں جیل الشان بزرگوں کے منصب و مقام کو بیان فرماتے ہوئے اپنے ایک مکتوب بہرہ ۳۶ جلد دفتر دوم میں بڑی تفصیل سے روشنی دیا ہے۔

﴿ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جیل القدر صحابہ میں سے ہیں ۔ وہ عشرہ بشرہ میں داخل تھے ۔ ان پر طعن و تشیع کسی طرح زیب نہیں دیتا ۔ اگر کوئی بدلفیب ان حضرات کو لعن طعن کرتا ہے تو وہ یہ اسی فتح کے وظیفہ کا سمجھتے ہے ۔ یہ وہی طلحہ اور زبیر میں جنہیں فاروق اعظم نے ان چھ حضرات میں شامل کیا تھا ۔ جو خلیفہ الیمین کے انتخاب کے لیے با اختیار صحابہ تھے ۔ بچھرا نہیں یہ بھی حکم تھا کہ ان چھ میں سے ایک کو خلیفہ منتخب کیا جائے اُن دونوں حضرات نے اعزازی طور پر اپنے نام واپس لے لیے تھے اور ہر ایک نے کہ دیا تھا ۔ " ہم خلافت نہیں چاہتے ۔ " یہ وہی طلحہ میں جنہوں نے اپنی تلوار سے اپنے والد کا سرکاٹ کر حضور کے قدموں میں لارکھا تھا ۔ کیونکہ وہ حضور کی بے ادبی کامروں کا مرتکب تھا ۔ یہ وہی طلحہ میں جن کے اس جذبہ کو خود قرآن پاک نے سراہا ہے ۔ یہ دہی زبیر

ہیں جن کے قاتل کو حضور علیہ السلام نے قطعی جسمی ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ اور فرمایا ”قَاتِلُ زَبَيْرٍ فِي النَّارِ“ ہمارے خیال میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کرنے والے آپ کے قاتل سے کم نہیں ہیں۔ اس لیے تماہم اہل ایمان اس بات پر یقین رکھیں اور اسلام کے اس ماہ ناز فروردین اور دین کے ستون کی بدگونی سے بچیں۔ یہ حضرت زبیر تھے جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کے پودے کی آبیاری کے لیے وقف کر دی تھی۔ یہ حضرت زبیر تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور نصرت کے لیے اپنی جان کی باندھ لگادی تھی۔ آپ رات دن حضور کی جان کی حفاظت اور اسلام کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ پر زبیر ہی تھے جنہوں نے حضور کی محبت میں اپنے قبیلے کے افراد اپنے گوشہ جگہ لٹکوں۔ بچھربیٹیوں۔ بیولیوں اور دوسرے عزیزوں کو چھوڑ دیا تھا پھر اپنے وطن کو چھوڑا اپنی زینتوں کو چھوڑا۔ اپنے گھر کو خیر باد کہا۔ اپنے لہلاتے ہوئے لھیتیوں سے دستبردار ہو گئے۔ اپنے چشمے اور نہر میں چھوڑ دیے، بڑے بڑے سخت معروں میں اپنی جان کو حضور کی حفاظت کے لیے پیش کر دیا۔ اپنی جان کی محبت۔ اولاد کی محبت کے سامنے حضور کی محبت کما قلت دی اور حضور کی ذات گرامی کو ہر چیز پر ترجیح دی۔ یہ حضرت زبیر ہی تھے جنہیں حضور کی محبت خاص کا شرف حاصل تھا اور برکات بنتوں سے خصوصی حصہ ملا تھا۔ انہوں نے کئی بار حضور کی بارگاہ میں وحی کو آتے دیکھا تھا وہ فرشتوں کے عینی شاہد تھے۔ انہوں نے حضور کے ہزاروں معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ یہاں تک کہ جو دوسرے صحابہ کے لیے غیب تھا۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ علم الیقین میں الیقین ہو گیا۔ ان کے ایمان ایقان کی ترسیت خود رسول اکرم نے اپنی نگاہ خاص سے فرمائی تھی اور یہ

شرف بہت کم صحابہ کو نصیب ہوا حتیٰ کہ حضور نبی کریم صاحب کو شروینیم نے فرمایا "اگر آئندہ آنے والا کوئی مسلمان احمد کی بلندیوں جتنا سونا اللہ کی راہ میں صرف کے گا وہ میرے صحابہ کے ایک سیر یا آدھ سیر جو کے برابر نہیں ہو گا" اور یہ علان حضرت زبیر کی قربانی کو دیکھ کر فرمایا تھا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ صحابہ کی قدوسیوں کی اس جماعت میں سے تھے جن کی تعریفیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمائی تھیں۔ اللہ ان پر راضی ہو گیا۔ وہ اللہ سے راضی تھے۔ بچھرا ایک اور مقام پر فرمایا۔ ان صحابہ کے حالات تورات اور انجیل میں لکھے جا چکے ہیں۔ وہ اس کھیتی کی طرح ہیں۔ جس کی سربراہی آنکھوں کو مُحْسِنَہ اکرنی ہے۔ اور بچھرا اس کے خوشے دانوں سے بچھر جلتے ہیں اور کاشتکار کی مرت کا ذریعہ بنتی ہے اور یہ وہی کھیت تھا جسے کفار دیکھ کر جلتے تھے۔

## صحابہ سے بعض کی داستان

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سب مجبوں مُشغلاً ہے۔ وہ اس شغل کو اپنے عتماد کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اور اور اس پر قائم دوام رہنا جز دامان خیال کرتے ہیں۔ جب وہ اس مگر، ہی میں دوسروں کو شریک کرنا چاہتے ہیں تو پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی افضلیت کی بات کرتے ہیں بچھرا ہستہ آہستہ حضرت علی کو خلافت اول سے محروم ہونے پر اصحابِ ملائی کو غاصب قرار دیتے ہیں۔ بچھر ان صحابہ کی حمایت اور بیعت کے جرم میں دوسرے صحابہ کرام کو اپنی تعمید کا نشانہ بناتے ہیں۔ یہ طریقہ مغلیہ عہد میں نور جہاں کے زیرِ اقتدار پلنے والے غالی شیعوں کے ہاں عام پایا جاتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے مسلمان معاشرے میں ایسے بد باطن لوگوں کا خصوصی نوٹس لیا۔ خصوصاً مشہد کے غالی شیعوں کے خلاف ایک رسالہ،

”رد روافض“ لکھا۔ یہ مشدی شیعہ بہر ملا صاحبہ پر طعن و تشنیح کرتے تھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تنقید و تنتیع کا نشانہ بن لئے ہیں۔ حضرت مجدد اف نافی نے اپنی اس کتاب کے علاوہ اپنے مکتوبات میں کئی معاہدات پر شیعوں کی اس روشن پر اطمینان ملامت کیا ہے مکتوبات کے دفتر دوم میں مکتوب نمبر ۹۶ میں جو حضرت نے اپنے ایک دوست خواجہ ابوالحسن بہادر بد خشی الکشمی قدس رہ کو لکھا تھا۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

”واقعہ قرطاس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقدام اور ان چیزیں و میگر اعتراضات پر شیعہ حضرات بڑے طعن و تشنیح کرتے رہتے ہیں وہ صحابہ کرام کو بڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں اگر یہ انصاف سے کام لیں اور عقل و فکر کو استعمال کریں اور حضرت رسالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف اور فضیلت کو تعلیم کر لیں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ حضور کی تربیت اور صحبت نے تمام صحابہ کرام کو دنیاوی خواہشات سے پاک کر دیا تھا۔ آپ کی صحبت کا فیضان تھا کہ صحابہ کہ ام کے بینے ہر قسم کی کدورت اور کینے سے صاف ہو گئے تھے اور وہ شیر و شکر ہو کر رہنے لگے تھے۔ یہاں ایک اور بات قابل غور ہے کہ دنیا کے دہ بذرگان دین اور صوفیا کے کرام جو دن رات خفیہ اور اعلانیہ مجالس میں دین متنیں کی حمایت اور اعلاء کلمہ اللہ کے لیے کوشش رہتے ہیں اور حضور مسروک کائنات کی محبت کی وجہ سے اپنے قبیلوں۔ کنبیلوں اپنے گھروں تھی کہ اپنے بال پھول کو چھوڑ کر صرف یادِ خداوندی میں ہی لگے رہتے ہیں حضور کی محبت کے سامنے ان کے اپنے کھیت کا رو بار۔ باغ چشمے اپنے سر بر علاقے اور بستے ہوئے چشمے اور نہریں کوئی چیخت نہیں رکھتیں وہ ان تمام

دنیاوی نعمتوں اور دولتوں کو چھوڑ کر صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہی اپنائے ہوئے ہیں اور حضور نبی کریم کی ذات گرامی کو اپنی ذات سے بھی اعلیٰ اور محبوب قرار دیتے ہیں۔ یہ بزرگانِ دین حضور کی محبت کو اپنے اموال و اولاد سے برتر جانتے ہیں پھر جن صحابہ رضوان اللہ عنہم نے حضور کے چہرۂ الہمہ کی اپنی آنکھوں سے نیارت کی۔ شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے۔ وحی کو اتمم تے دیکھا۔ معجزات کے ظہور کے عینی شاہد ہوئے۔ اپ کے اقوال و خطابات کو بذاتِ خود بنانا۔ حتیٰ کہ دنیادالوں کی "عینب" کی باتیں ان کے لیے "شمارت" بن گئیں۔ ان کا علم۔ علم اليقین سے ترقی کر کے عین اليقین بن گیا پھر وہ خوش نصیب عاشقانِ رسول جنکی تعریف اور مرح میں اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں آیات نازل فرمائے اور یہ اعلان فرمائے کہ "میں ان سے راضی ہو گیا ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہیں" پھر ان کا ذکر جیل نورات وابنجیل میں بھی موجود ہو تو پھر کون عقلمند ایسے حضرات کی عظمت اور شان سے انکار کر سکتا ہے جب عام صحابہ کا یہ مقام ہے تو اکا بر صحابہ جن میں خلفاء راشدین۔ عشرہ پیغمبر اور سابقون الادلوں ہیں کی عظمت و فضیلت پر کون انکلی اٹھا سکتا ہے۔"

<sup>صحابہ کرام</sup> حضرت مجدد قدس سرہ اسی مکتب میں آگے چل کر ذماتے ہیں۔ وہ اگر صحابہ کرام پر اعتراض کرنے والوں کی نظر میں کچھ ہی اضاف ہو اور سیدالانبیاء و خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے شرف کو تسلیم کر لیں تو ان سے بعید نہیں کہ ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ان کے شبہات اور شکوک دوڑ ہو جائیں۔ اگر وہ تھوڑا سا غور کریں ان کی روشن بدل جائے گی۔ اگر وہ شکوک و شبہات اوزار، غلط فہمیوں اور مغالطوں

کے لیے دوسری ولیلیں نہ بھی پاس کیں گے مگر حضور کے شرف صحبت کی عظمت کے پیش نظر ان کی زبانیں طعن و تشنیع کی مذموم گفتگو سے رک جائیں گی اور وہ کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے دلوں کو بشہات کی گردسے پاک کر لیں گے۔“

داقو قرطاس میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے حضرات کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان غلط فہمیوں کی طرف توجہ دلائی ہے جس کا شکار ہو کر وہ حضرت عمر فاروق اعظم پر انگشت نمائی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے صحابہ سے بعض رکھنے کو، ہی کفر قرار دیا ہے۔ ایس ان کے بعض اور عداوت سے پرہیز کرنا چاہیے جو جماعت اس شان اور اس مقام کی ہو اور اسے رسول اللہ سے نسبت خاص ہو۔ اگر بعض معاملات میں ان کا کوئی فرد کو فی اجتہادی غلطی کرے تو یا اسے کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اسے طعن و تشنیع کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ صحابہ کرام بعض معاملات میں اپنی رائے کے مطابق بھی عمل کرتے تھے وہ مجتہد فی الدین بھی تھے۔ ان اختلافات پر صحابہ کرام کو بُرا احتجاج کہنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔“

**حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ** | صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم  
اجیعن میں سے شیعہ حضرات

نے جس شخص کو سب سے زیادہ سب و شتم کا لشانہ بنایا وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں۔ رافضیوں کے ہاں تو حضرت امیر معاویہ کو لعن طعن کرنا معمول ہے۔ مگر افسوس ان سنیوں پر ہے جو ان کے دیکھاویکھی سرہلاتے جاتے ہیں اور حضرت معاویہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کو بُرا بھلا کستے جاتے ہیں۔ ان

بچاروں نے ز صحابہ کے مقام پر غور کیا اور نہ حضرت امیر معاویہ کی خدمات اور شرف صحت بنت کے مقام کو بچانا۔ شخص ہال میں ہال ٹالتے ہوئے اپنے ایکاں کو لفڑان پہنچانے میں معروف ہیں۔ ایسے حضرات اہلسنت کی راہنمائی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی نے خصوصی توجہ دی اور اپنے مکتب

بزرگ ۳۵ جو خواجہ محمد اشرف کابلی قدس سرہ کو لکھا گیا تھا۔ فرماتے ہیں۔

\* "شیخ ابو شکورہ سلمی نے اپنی کتاب تمیید میں تصریح فرمائی ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور ان کے وہ رفقا جو جنگ صفیہ میں ان کے ساتھی مختین غلطی پر تھے۔ مگر ان حضرات کی یہ غلطی اجتہادی خطاب تھی۔ حضرت علامہ ابن حجر المکہی نے اپنی کتاب "الصواعق المحرقة" میں لکھا ہے کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات اور نزاع اجتہادی تھا۔ دولوں حضرات کا یہ اجتہاد اہلسنت کے عقائد میں شامل ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانی نے اس مکتب میں "شارح موافق" کی اصلاح فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

\* "یہ بات صحت سے مانی ہوئی ہے کہ حضرت امیر معاویہ حقوق اللہ اور حقوق عبادِ مسلمین دولوں کو پورا کرتے تھے وہ خلیفہ عادل تھے۔ حضور نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خصوصی دعا فرمائی، "اے اللہ! اے کتاب اور حاب کا علم عطا فرم اور عذاب سے بچا! خداوند! اسکو ہادی اور مددی بن!" حضور کی یہ دعائیں یقیناً قبول ہوئیں" \*

حضرت امیر معاویہ کے مقام سے نا آشنا لوگ رافضیوں کے ذلیل سبب شتم سے متاثر ہو کر اپنے دولوں میں بغض پالتے رہتے ہیں۔ انہی یہ روشن حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اختلافات اور محاربات کی غلط فہمی پر بُنی ہے۔ حالانکہ یہ محاربات

اور اختلافات اجتہادی تھے۔ پر اختلافات بعض حضرات کے ہاں جنگ خلافت کا حصہ بن گئے حالانکہ اختلاف صرف قصاص قتل عثمان اور اس کے قاتلوں کو گرفتار نہ کرنے پر تھا مگر اسے خلافت کا جھگڑا ابنا لیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کے آئندہ اجتماعی طور پر حضرات صحابہ کے اختلاف کو اجتہادی اختلافات قرار دیتے ہیں۔

اس طرح حضرت محمد وalf ثانی نے جمال سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے تمام معاملات کو احسن قرار دیتے ہیں وہاں حضرت امیر معاویہ کے اعمال کو ہدف تنقید نہیں بناتے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

«حضرت امام مالک تابعین میں ایک جلیل القدر امام ہیں وہ مدینہ پاک کے متاز علمائے حدیث ملنے جاتے ہیں ان کے علم۔ تقویٰ پر کسی کو اختلاف نہیں۔ آپ کا یہ فتویٰ ہے کہ حضرت معاویہ اور ان کے رفیق کا حضرت عمر بن العاص کو گالی دینے والا واجب القتل ہے۔ امیر معاویہ کو گالی دینا حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو گالی دینا ہے۔ یہ معاملہ (اختلافات اور معارضات) صرف حضرت معاویہ کا نہیں ان کے ساتھ نصف سے زیادہ صحابہ رسول بھی شامل ہیں۔ اس طرح اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخالفت یا اختلاف کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو امت مسلمہ کے نصف سے زیادہ جلیل القدر صحابہ دائروہ اسلام سے باہر نظر آئیں گے اگر اس نظریہ کو نقل اور عقل کے خلاف ہوتے ہوئے بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو دین کا انجام بخوبی بادی کے کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جنگ خلافت کا مسئلہ نہیں تھی یہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا اجتماعی مسئلہ تھا۔ شیخ ابن حجر نے تو اسے اہلسنت کے عقائد کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔

ہمارے نزدیک اس سلسلہ میں سلامت روی کی راہ بھی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور فارجات پر خاموشی اختیار کی جائے اور زبان پر ناگوار الفاظ نہ لائے جائیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میرے صحابہ میں جو احلاف اور نژاعات ہوں ان سے الگ تحلیک رہو۔ آپ نے فرمایا۔ میرے اصحاب کے بارہ میں خدا کا خوف کرو۔ اسکے موافقہ سے ڈرو۔ اور ان کو اپنی درشت کلامی اور بدگونی کا لشانہ نہ بناؤ۔"

\* \* \* " ہمارے نزدیک ان شکر و شبہات کو دور کرنے کے لیے ایک مثال سامنے رکھی جاتی چاہیے۔ کوئی چالاک اور شاطر آدمی عام جاہلوں اور بیوقوفی کی مجلس میں پیٹھ کر کے ایک پتھر کو سامنے رکھ لے۔ جسے تمام مجلس والے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یہ یقین کر رہے ہوں کہ یہ پتھر ہی ہے اب وہ چالاک اور شاطر آدمی اپنی چرب زبانی سے ایسے دلائل دے کر ثابت کر دے کہ یہ پتھر دراصل سونا ہے ہاہر کی شکل پتھر سے متین جلتی ہے یہ لوگ اس کے دلائل کے سامنے نہ جواب دے سکیں زانے سے چھڑانے کی قوت رکھتے ہوں اور اس کی اس غلط بیانی پر سے شبہ اور شک میں پڑ جائیں اور سوچنے لگیں شاید اس کے اندر سونا ہی ہو گا۔ اور اپنے احساس اور ادراک کی شکست تسلیم کر کے خاموش ہو جائیں اور شبہ میں پڑ کر اپنے مشاہدہ کے باوجود وجود سونا تسلیم کرنے لگیں۔ لیکن عقلمند اور پڑھے لکھے لوگ ایسے چرب زبان مخصوص کے بازوں کے چکرہ میں نہیں آتے اور ایسے تمام دلائل کے باوجود اس پتھر کو سونا قرار نہیں دے سکتے۔ یہی حال اس مسئلہ کا ہے۔ اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعیں اور دوسرے صحابہ کی عظمت بزرگی اور شان قرآن سے

ثابت ہے۔ احادیث میں موجود ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جو آنکھوں سے  
ویچھی ہوئی حقیقت سے بھی زیادہ قوی ہے۔ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش  
نہیں ہے یہ نادان صرف اپنے شبہات کی بنا پر طعن و تشنیع کرتے رہتے  
ہیں۔ ان کی جرح و قدح ایسے ہی ہے جیسے کوئی چالاک اور عیار پتھر کو سونا  
ثابت کرنے کی کوشش کرے اور اپنے منطقی دلائل نے سادہ لوح حضرات  
کی قابل کرے۔ \*

رَبَّنَا لَوْتَنْعُ قَلُوبَنَا بَعْدِ ازْهَدَ يَتُنَا وَهَبْ لَنَا مَنْ لَدُنْكَ  
إِنْكَ أَنْتَ الْوَهَابُ

رافضی اور تمام شیعہ حضرات کی بد قسمی یہ ہے کہ ان کی زبان میں صحابہ کرام حنفی  
اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کے تیربر ساقی رہتی ہیں۔ حالانکہ ان حضرات کی خدمات اسلامی  
فتوات کے لیے بے مثال قربانیاں، حضور کی بارگاہ میں حضوری کے ثمرات اور  
سرکار دو عالم کی محبت میں مرشاری کے سامنے اس قسم کی طعن و تشنیع کی کوئی چیزیت  
نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے درود پر خصوصی طور پر ایسے عناصر کو مستحبہ کیا  
پھر اپنے خیالات پھیلانے والے لوگوں کی جمادات سے ملک کے ہم خیال اسراد اور  
علاء کو اپنے مکتبات کے ذریعے آگاہ فرمایا۔ حضرت مجدد کی ان کوششوں سے  
صحابہ کرام کے خلاف بدزبانی کرنے اور لوگوں کو اس کام پر آمادہ کرنے والوں  
کے خلاف تادیبی اقدامات پکے گئے اور یہ فتنہ کافی حد تک دب گیا۔

آج پاکستان میں بعض عاقبت نا اندیش حضرات اس عادت شفیعہ کو فرض  
دے رہے ہیں۔ ہم اس فتنہ کے سد باب کے لیے حضرت مجدد کے مکتبات کے  
اتفاقات کو آپ کے اجمالی مطالعہ میں لارہتے ہیں۔ جو سالیقہ صفحات کے مطالعہ  
سے آپ کے ذہن نشین ہو چکے ہوں گے۔

حضرت مجبد الدلیل ثانی کے مکتوپات گرامی میں جہاں صحابہ کرام کی ذات اقدس کی عصمت و عظمت کو واضح کیا گیا ہے اور ان کے مقامات پر اظہار خیال کر کے وقت کے ان نیک خیال اہل علم کی راہنمائی کی ہے وہاں اہمیت اظہار رضی اللہ عنہ کے فضائل اور مقامات کو بیان فرمایا کرنا اہل ایمان کو مقام اہمیت سے روشناس کیا ہے۔ ہم ایسے مقامات کے اقتباسات سے بھر لپور حضرت کے کرایک علیحدہ رسالت تیار کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ حضرت مجبد الدلیل ثانی کی زگاہ میں اہمیت رسول کی کیا عزت و حرمت ہے اور ان سے محبت اور احترام رکھنے والوں کا کیا مقام ہے۔ مکتبات امام ربانی میں اکثر مقامات پر ایسے خیالات کا اظہار پایا جاتا ہے جس سے خارجی فکر کے لوگوں کے خیالات کی تردید سانے آئے گی۔ جو روافض کی طرح طعن و تشنیع کو ہی جزو ایمان بنائے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اہلسنت کو خارجی اور رافضی افکار اور ان کے نفرت آمیز روئیے محفوظ و مامون رکھے۔

## صحابہ کرام کی اختلاف رائے کے اثرات | اخلافات اور ان کی

آراء میں اجتہادی نزاع ایک فطری اور فکری آزادی کا نمونہ تھا۔ مگر بعد میں آنے والے بعض حضرات نے اسے باہمی رنجش اور دشمنی پر معول کر کے ایک غلط روشن اختیار کر لی۔ حضرت مجبد الدلیل ثانی قدس سرہ نے اس روشن کے نقصانات اور اعتقادی بے راہ روی پر قلم اٹھایا ہے اور اپنے مکتبات پر کئی مقامات پر صحابہ کرام کی اختلافی آراء کو امت کے لیے رحمت اور آزادی فکر قرار دیا ہے۔ آپ نے خواجہ محمد تقی قدس سرہ کے استفارات کے جواب میں اپنے مکتب گرامی (جلد دوم مکتب بندہ ۳۶) میں اس مشکل کی وضاحت

فرمائی ہے۔

\* "حضرت عثمان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ (حضرات ختنین) کے عمد خلافت میں بعض سیاسی اور انتظامی فتنے اُبھے اور امت میں انتظامی مور پر سپلی بار اختلاف رونما ہوا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں کدورت اور عداوت پیدا ہونے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ہادی قارداں میں کوئی کنٹانے کے اختلافات کو اہلسنت و جماعت نے ہمیشہ اعتدال کی نظر سے دیکھا ہے اور اسے اجتہادی اختلافات کا مقام دیا۔ اور کوشش کی کہ کوئی جاہل ان مسائل کو سلسلے رکھ کر صحابہ کرام کے متعلق بدظہنی میں مبتلا نہ ہو۔ اور حضور کے نزہت یا فتحہ صحابہ کبار سے لبغض اور عداوت کا ذریعہ نہ بنالے۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت شرط ہے۔ جسے آپ سے محبت نہیں وہ دائرہ اہلسنت و جماعت سے خارج قرار دیا گیا۔ اور اسے خارجی کے نام سے یاد کیا گیا۔ بعض لوگوں نے محبت علی کرم اللہ وجہہ کو اتنا مقدم جانا اور اس میں اس قدر غلو کیا کہ دوسرے صحابہ کرام پر سبب و شتم کرنے لگے۔ اور صحابہ کرام، تابعین اور سلف صحابیین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برعکس ثابت سے کام لیئے لگے جس کی وجہ سے ان لوگوں کو رافضی نام نے یاد کیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کا نظر پرتوسط اور اعتدالی تھا۔ وہ حضرت علی سے افراطِ محبت میں رافضی بنے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لبغض کی وجہ سے خارجی بنے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمائی "علی! تم میری امت کے علیسی ہو۔ جنیں یہودیوں نے اپنا وشن قرار دیا تھا اور ان کی والدہ (مریم) پر انتقام تراشی

کرتے رہے۔ دوسری طرف نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت کا مقام دیا کہ فرطِ محبت میں "خدا کا بیٹا" کہنے لگے۔ حضرت علیٰ کرم اللہ وجہہ نے اس حدیث کی روشنی میں اعلان فرمایا۔ وہ شخص یقیناً بر باد ہو گا جو میری محبت میں افراط کر کے میری ذات سے وہ باتیں منسوب کرے گا جو میری ذات میں نہیں۔ دوسرا وہ شخص جو میری عادات میں انداھا ہو کر میرے خلاف الزام تراشی کرتا پھرے گا۔ وہ بھی تباہ ہو گا۔ آپ نے خارجیوں کے نقطہ نظر کو سیودی سوچ قرار دیا۔ اور رافضیوں کے جنالات کو نصاریٰ کی سوچ قرار دیا۔ اہلسنت و جماعت حضرت علیٰ کی محبت کو ایمان میں جان جانتے ہیں۔ اور الیٰ محبت کو رفض نہیں کہا جاسکتا۔ رفض تو حضرات ثلاثہ کو تبرمازہ شام طرازی سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ زمانے میں ہے۔

لَوْكَانَ رَفُضَا حَبْ آلِ مُحَمَّدٍ  
كَلِيشْهَدُ الشَّقَّلَانَ أَنِي رَافضٌ!

آل محمد کی محبت رفض ہے تو یہیں جنوں اور انسانوں کے سامنے اعلان کرنا ہوں کہ یہی رافضی ہوں۔ محبت آل رسول تو اہلسنت کا عقیدہ ہے اور حقیقت میں اہلبیت ہی اہلسنت کے مقتدا ہیں۔ شیعہ حضرات اہل بیت سے محبت کے دعوے تو کرتے ہیں لیکن اگر انہیں اہلسنت سے پچھی محبت ہونی تو وہ دوسروں پر تبریٰ کرنے کی بجائے صحابہ رسول کی تعظیم و تکریم کرنے اور اختلافات کو نیک دلی سے اجتہادی لغزیوں پر معمول کرتے۔ انہیں اہلسنت کے انداز سے سوچنا شروع کر دینا چاہیے اور خوارج در واوض کے اندازِ فکر کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔ \*

حضرت مجدد الف ثانی نے خوارج در واوض کے عقائد کو اسی مکتوب میں

بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شیعوں کے اندازِ فکر اور خارجیوں کے اہلیت سے بعض کی تمام وجوہات کو بھی بیان فرمایا ہے اسی مکتوب میں آپ نے اہلیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور بلند مقامات کو بڑی محبت سے پیش کر کے معاندین اہلیت کے خیالات کا پُر زور روکیا ہے۔

## اہلیت کے فضائل

کے فضل و کمال کو بیان کیا ہے۔

”علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”یاد رکھو! جو شخص میرے علی سے محبت کرے گا وہ میری محبت کا مستحق ہو گا۔ جو شخص میرے علی سے بعض رکھے گا وہ مجھ سے دشمنی کرے گا۔ جو شخص علی کو دکھلے گا اور جو میرا دل دکھلے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نارِ اضگی مولے گا۔“ اس روایت کو صاحب ترمذی، حاکم نے بیان فرمایا ہے اور حضرت بریہ رضی اللہ عنہ نے مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہا ہے۔ لہ کہ حضور نے فرمایا۔ مجھے اپنے اللہ کی قسم ہے کہ مجھے چار اصحاب کی دوستی کی تاکید فرمائی ہے۔ جب صحابہ نے ان چار صحابہ کے نام پوچھے تو آپ نے فرمایا۔ علی! علی! ابھر ابوذر غفاری۔ حضرت مقداد اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کے نام لیے۔ طبرانی اہل حاکم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا: ”علی کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے!“ برادر بن عاذب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضور بنی کریم کے کندھے پر حضرت حسن کو سوار دیکھا۔ آپ فرماتے ہیکے: ”یا اللہ جو شخص میرے بیٹے سے محبت کرے گا تو اس سے راضی ہو جانا۔“

”حضرت ابوکبر تلقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”مسجد نبوی میں حضور مسیح پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ ایک نگاہ حاضرین پر ڈالتے اور ایک نگاہ حضرت حسن کے چہرے پر۔ اور فرماتے بلاشبہ میرا یہ بیٹا سید ہے سردار ہے۔ ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کے دو بڑے طبقوں میں یہی صلح کا باعث بنے گا۔“ صاحب ترمذی نے لکھا ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے سر در دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رانوں پر حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بیٹھے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میرے دلوں میٹے ہیں۔ میری بیٹی کے لونر نظر ہیں۔ جوان کو پیار کرے گا وہ میرا بھی محبوب ہو گا۔ حضرت النبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا۔ حضور اسارے اہمیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ کس سے پیار ہے؟ آپ نے فرمایا حسن و حسین سے یہ بخاری اور سلم میں یہ حدیث واضح طور پر موجود ہے کہ حضور نے فرمایا۔ ”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا“

سید الانبیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا نشان ارضی کے ذریعہ فرہم کے لیے رحمت تھی۔ آپ کی نگاہ رحمت سے مخلوقات کا ایک ایک فرد فیضا ہوا اس رحمت عالمیاں کی نظر شفقت اپنے اہمیت اور رشتہ داروں کے لیے کسی طرح کم نہ تھی گھر کا ایک فرد آپ کی رحمت کے سایہ میں پلا اور پھلا پھولा۔ حضرت مجید الدالف ثانی قدس سرہ نے اپنے ایک مکتوب میں تمام اہمیت کے علاوہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حباب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خصوصی محبت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

\* "حاکم نے حضرت ابو ہریزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صاحب کو ثروت نیم نے حضرت علی کرم اللہ و جہہ کو فرمایا کہ "فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے۔ مگر تم اس سے بھی عزیز ہو۔" \*

اہلیت کے مختلف افراد سے حضور کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الٰتامی نے اپنے ایک مکتوب جو آپ نے خواجہ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خصوصی شفقت کا ذکر کیا ہے۔

\* "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ خود روایت کرتی ہیں کہ حضور کے صحابہ کرام حضور کی بارگاہ میں کوئی تحفہ پیش کرنے کا ارادہ کرتے تو اس دن تک رُک جاتے جس دن حضور میرے گھر (سیدہ عائشہ صدیقہ) میں تشریف فراہم ہوتے۔ تاکہ حضور ان متحفون کو پا کر زیادہ مسرور ہوں۔ ان دنوں حضرات ازدواج مطہرات دو حصوں میں رہتی تھیں۔ ایک حصہ جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ حضرت حفصة۔ حضرت صفیہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن متحفیں اور دوسرے حصے میں حضرت ام سلمہ اور دوسری ازدواج مطہرات تھیں۔ سیدہ ام سلمہ نے خیال کیا کہ لوگوں کو کیوں نہ آگاہ کر دیا جائے کہ جو شخص جس روز تحدیلانے حضور جس گھر میں بھی تشریف فرمائے وہاں ہی پہنچا دیا جائے۔ حضور نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا۔ مجھے سیدہ عائشہ کے متعلق اس قسم کی گفتگو پسند نہیں اور تنگ نہ کیا کریں۔ متنی معلوم نہیں کہ مجھے عائشہ کے گھر میں وحی آتی ہے۔" حضرت ام سلمہ نے آپ کی یہ بات سن کر حضور بے معافی مانگی اور پیشہ مانی کا اظہار کیا۔ ایک دوسری بار بعض ازدواج البنی سر نمہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے حضور کی بارگاہ میں الیسی ہی سفارش

کی تو حضور نے سیدہ فاطمہ کو فرمایا "بیٹی! کیا تم اس کو پسند کر فتی ہو جئے میں پسند کر دیں؟" حضرت فاطمہ نے عرض کی "ہاں! یا رسول اللہ!" آپ نے فرمایا "آج کے بعد تم بھی حضرت عالیٰ شریف صدیقہ کو پسند کیا کر دیا؟" میں نہیں پسند کرتا ہوں۔"

بخاری اور سلم میں یہ واقعہ موجود ہے کہ سیدہ عالیٰ شریف صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ مجھے حضور کی تمام بیویوں میں سے صرف سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی رشک آتا تھا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہ تھا۔ حضور کی عادت کہ بیوہ تھی کہ آپ اپنی باتوں میں اکثر سیدہ خدیجہ کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ اگر گھر میں کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹمکڑے کاٹ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیلیوں کے لگھر پہنچاتے اور فرماتے میری زندگی میں خدیجہ جیسی عورت نہیں آئی۔ خدیجہ ہی میری اولاد کی ماں تھیں۔ خدیجہ میری رسالت کی اولین اقراری تھیں ہیں۔\*

اہل بیت کے فضائل اور مراتب کو حضرت مجدد نے بڑی تفصیل اور ادب سے لکھا ہے۔ اسی مکتوب کے آخر میں آپ نے شیخ سعدی رحمہ اللہ کا مشور شعر لکھا ہے۔

خدایا بحق بنی فاطمہ  
کہ بر قول ایاں کنی خاتمه۔  
اگر دعوتم رد کنی در قبول  
من درست دامان آل رسول

# لَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ کتاب حضرت محمد الف ثالثی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ مجددیہ اور سلسلہ شاہیہ کے رو جانی اور علمی کمالات کا مرکز ہے۔ جسے خاندان مجددیہ کے ایک فاضل عوام ابوالتحفظ مکمل الدین محمد احسان مجددی سرپرست نے چار جلدیں میں تصنیف کیا۔ جلد اول حضرت مجدد الف ثالثی۔ جلد دوم خواجہ محمد معصوم سرہندی۔ جلد سوم خواجہ محمد القشندی سرہندی اور جلد چہارم خواجہ احمد زیر سرہندی پرنس پرہم کے احوال و مقامات پر مشتمل ہے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی نے گراں تدریخ خواشی اور تعلیمات سے مزمن کر دیا ہے۔ یہ کتاب سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سلوک کی مستند اور ہے مثال دستاویز ہے۔ اور معلوم کی سلطنت کے عروج و زوال کی تاریخ بھی ہے خانوادہ مجددیہ کی رہنی اور روحانی خدمات کی داستان بھی۔ اور پنجاب پر سکھوں کی دہشت گردی اور نادر شاہ کی بیگناں کی تاریخ خونپڑاں بھی ہے۔ روضۃ الیقونیہ کا اردو ترجمہ ایک طویل مدت سے نایاب تھا مگر اس کے بعض المحتويات اور حوالے حضرت مجدد الف ثالثی پر لکھی آئیں جائیں۔ اس کتابوں میں ملتے ہے اہل ذوق و شوق خصوصاً مشارخ مجددیہ اس کتاب کے حصول کے لئے کوشش تھے الحمد للہ یہ نادر اور نایاب کتاب حلیس اردو۔ دیدہ دین اطباعت۔ انگلیں سرووق اور خوش نہایت جلدیں میں تیار ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے اس کتاب کی متحولت اور اہمیت کا یہ عالم سے کہ ہمارے ایک نقشبندی مجددی پیغمبر طریقت پیغمبر سو سیٹ ٹے کر اپنے مریدوں میں تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ کتاب بر ایک نقشبندی مجددی دانشور کے مطالعہ میں رہنی ضروری ہے۔ پیغمبر سیٹ یکجا طلب کرنے والوں کو ایک تین مرتبہ پیش کیا جائے گا۔

چار جلدیں پر کامل ہیٹ کی تھیں روپے بے محصول ڈاکٹ بذریعہ طلاق گارہوچا

مکتبہ نسبت نوہیں ملائیں